حاصل مطالعہ

اویس احمد نوید

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

از افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

وہ نام جن کے زبان پر آنے کے ساتھ رفیع وبلند کیفیتیں اور تعظیم وتکریم کے عظیم الشان جذبات دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان ناموں میں سے ایک وہ نام بھی ہے جس کو آج ہم نے زیب عنوان بنایا ہے۔ کون سا مسلمان ہے جس کے دل ودماغ پر حسینؓ کے نام کو سنتے ہی ایک غیرمعمولی کیفیت طاری نہیں ہو جاتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا اس نام کے حروف اور ان کی ترکیب میں کوئی ایسی بات ہے جو یہ اثر ہمارے دلوں پر کرتی ہے ان میں کوئی شک نہیں کہ بعض وقت محض حروف کا حسن ہی کسی لفظ کی کشش کا باعث ہوتا ہے اور حسین کے لفظ میں بھی وہ حسن ضرور موجود ہے لیکن وہ خاص کیفیت جو اس نام کے لینے اور سننے سے ہمارے دل ودماغ پر چھا جاتی ہے وہ یقیناً صرف اس حسن آواز اور لوچ کی پیداوار نہیں ہے جو ان حروف یا ان کی ترکیب میں ہے جن سے حسین کا لفظ بنا ہے۔

تھوڑے سے غور سے ہم کو معلوم ہوگا کہ اس لفظ یا نام کے ساتھ کچھ ایسے عظیم الشان واقعات وابستہ ہو گئے ہیں کہ گو ان واقعات کا پورا پورا نقشہ ہمارے سامنے نہ بھی آئے لیکن جب ہم اس نام کو زبان سے دُہراتے ہیں تو جو کیفیت ہمارے دل ودماغ پر چھا جاتی ہے اس کی ساخت میں ان واقعات کا سایہ ضرور گزر رہا ہوتا ہے جو اس انسان کو پیش آئے تھے جس نے میدانِ کربلا میں صداقت کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے نہ صرف اپنی جان کو قربان کر دیا تھا بلکہ اپنے خاندان کے قریباً تمام نرینہ افراد کو اس غرض کے لئے اپنی آنکھوں سے خاک وخون میں تڑپتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ ہے وہ مدھم سا پس منظر جو اس لفظ یا نام کی پُراثر طاقت کا حقیقی منبع ہے اور اس کو دُہراتے ہی ہماری آنکھوں کے سامنے اُبھر آتا ہے۔ عربوں میں ویسے تو یہ نام کوئی خاص نام نہ تھا بلکہ عام تھا کئی اشخاص کے نام حسین تھے۔ اس میں کوئی خاص کیفیت یا کشش نہ تھی اب یہ نام صرف ایک عظیم الشان ہستی کا نام ہونے کی وجہ سے کچھ ایسی کیفیتوں کا حامل ہو گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان یہ نام سنتا ہے یا اپنی زبان سے دُہراتا ہے تو اس کے رگ وپے میں ایک ہیجان سا پیدا ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نام میں کچھ نہیں ہوتا۔ یہی نام اب اس قدر عام ہو گیا ہے کہ شاید ہی کوئی گاؤں ہو گا جہاں تین چار نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اشخاص ایسے نہ ہوں جن کا نام حسین ہو لیکن جب ان میں سے ہم کسی کو اس نام سے پکارتے ہیں تو وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جو اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب اِس نام سے ہماری مراد وہ خاص ہستی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اس کو یہ قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نام اپنی ذات میں خواہ کتنا بھی اچھا ہو جب تک اس نام کے ساتھ اس شخص کا کام بھی ہمارے دل کی آنکھ میں متشکل نہ ہو محض نام کوئی خاص کیفیت پیدا نہیں کر سکتا۔

ایک پُر اثر اور دلکش شعر میں جو الفاظ ہوتے ہیں وہی معمولی الفاظ ہوتے ہیں جو ہم اپنے روزمرہ میں استعمال کرتے ہیں لیکن آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ شاعر کو بعض وقت اس طرح بھی داد دی جاتی ہے کہ ’’صاحب! آپ نے فلاں لفظ میں جان ڈال دی ہے‘‘ یہاں جان ڈالنے کے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ شاعر نے اس خاص لفظ کو لفظوں کے ایسے ماحول میں رکھ دیا ہے کہ گویا اس میں جان پڑ گئی ہے۔ لفظ کی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں بلکہ ماحول کی وجہ سے کسی لفظ میں جان پڑتی ہے۔ اسی طرح

محرم الحرام

حسین ابنِ علی پر رحمتیں مولائی سرمد کی
کہ جس نے آبیاری خوں سے کی دینِ محمد کی

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
ہزاروں رحمتیں عشاقِ حق پر ربّ امجد کی

ہموم دین میں منظر کربلا کا پیش رہتا تھا
بیاں ہو کس زباں سے دلفگاری اپنے احمد کی

بوقت عصر معماروں نے اتنا کام پایا ہے
مزیّن ہو رہی ہے پھر عمارت سیزدہ صد کی

لگا دو زور سارا تاسفر طے جلد ہو جائے
یہ ہے مینارہ بیضا وہ چوٹی سبز گنبد کی

حسینی قافلہ ہمت نہ ریگستان میں ہارے
یہ کھیتی خوں سے سینچی جائے گی باغِ محمد کی

پڑی رہتی ہے کیوں لوگو تمہیں ہر وقت دنیا کی
جہاں آخر کو جانا ہے کرو کچھ فکِر مرقد کی

رفیقوں سے کہو کشتی کنارے لگنے والی ہے
نظر آنے لگی ہے روشنی قصر مشیّد کی

ضیاءِ ماہِ کامل پھیلتی جاتی ہے عالم میں
شب تاریک میں دکھلائے گی جو راہ مقصد کی

کلید فتح ہے تبلیغ و تنظیم اور قربانی
اسی سے ایک دن گردن جھکے گی ہر مقلّد کی

(حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکملؓ صاحب۔ ماہنامہ الفرقان ربوہ جولائی 1960ء)

کسی نام میں اس شخص کے کام کی وجہ سے جان پڑتی ہے جس کا وہ نام ہوتا ہے۔

اب اگر ہم ہزار بار نہیں لاکھ بار حسین حسین اپنی زبان سے رَٹیں اور وہ واقعات ہمارے ذہن میں نہ ہوں جو میدانِ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آئے تھے، وہ استقامت، وہ جانبازی، وہ قربانی کی روح جو اُنہوں نے اُس وقت دکھائی اگر ہم کو یاد نہ آئے تو محض حسین حسین پکارنے سے نہ تو اس عظیم الشان نام کی وہ عزت و تکریم ہمارے دل میں پیدا ہوسکتی ہے جس کا وہ مستحق ہے اور نہ ہماری اپنی ذات کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے بلکہ ان واقعات کو دُہرانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ اگر ہم ان واقعات سے سبق حاصل نہ کریں محض ان واقعات کو دُہرا دینا کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک ان کو اس طرح پیش نہ کیا جائے کہ سن کر ہم میں بھی ویسے ہی کام کرنے کے جذبات پیدا نہ ہوں، ویسا ہی جوش نہ اُٹھے۔

وہ مثالی قربانی جو خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان بیٹے نے میدانِ کربلا میں پیش کی ہم اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے۔ ایک معمولی لکھا پڑھا انسان بلکہ اَن پڑھ مسلمان بھی کچھ نہ کچھ ان کا علم ضرور رکھتا ہے۔ اِس وقت ہم جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آؤ اس نام کو ہم بے فائدہ رَٹ رَٹ کر بدنام نہ کریں بلکہ ان کاموں کی تقلید کی کوشش کریں جو اس ہستی نے میدانِ کربلا میں دکھا کر ایک عالم سے خراجِ تحسین حاصل کیا جن کی وجہ سے یہ معمولی سا نام زندہ ہوگیا۔ اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہوگیا اور ان باتوں پر غور کریں جن باتوں سے متاثر ہو کر محمد علی جوہر مرحوم نے یہ شعر کہا تھا۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اِس وقت ہر مسلمان میدانِ کربلا میں ہے اگر ہم کو اس میدان میں مرنا ہی ہے تو آؤ ہم بھی حسینؓ کی موت مریں تا کہ اس کی طرح ہمارا نام بھی زندۂ جاوید ہو۔ ورنہ جو پیدا ہوتا ہے ایک دن مَرتا ہی ہے۔ کتنے تھے جن کے نام حسین تھے جو مَر گئے مگر ان کو کوئی یاد بھی نہیں کرتا مگر ایک حسینؓ ہے صرف ایک حسینؓ جس کو دنیا بھلانا بھی چاہے تو نہیں بھلا سکتی جس کو دل سے مٹانا بھی چاہے تو نہیں مٹا سکتی کیونکہ اس حسین نے اپنے نام کو اپنے کام سے صفحۂ ہستی پر پتھر کی لکیر بنا دیا ہے کیونکہ اس نام کی پشت و پناہ وہ عظیم الشان قربانی ہے جو مُردہ ناموں کے جسموں میں جان ڈال دیا کرتی ہے کیونکہ اس نے اپنے نام کو ایسے ماحول میں رکھ دیا ہے جس سے وہ روشنی کا مینار بن گیا ہے اگر تم بھی چاہتے ہو کہ تمہارا نام بھی روشنی کا ایسا مینار بن جائے جو ''شب تاریک و بیم موج و دریائے چنیں حایل'' کے عالَم میں دوسروں کو ساحلِ مراد کا نشان دکھائے تو تم کو بھی وہی کام کرنے ہوں گے جو حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئے۔ (الفضل لاہور 23 نومبر 1947ء صفحہ 4 بحوالہ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 300-303)

اسلام و قرآن نمائش، لوکل امارت ہمبرگ

خدا تعالیٰ کے فضل سے لوکل امارت ہمبرگ کو مؤرخہ 24 تا 30 جون 2024ء آلٹونا ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل سات روزہ اسلام نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ نمائش ایک بڑے ٹینٹ کے اندر لگائی گئی جس میں قرآنِ کریم کے تراجم اور اسلام احمدیت پر مختلف معلومات آویزاں کی گئی تھیں۔ نمائش کے دوران مختلف پوڈیم ڈسکشن کے پروگرام کئے گئے اور ہزاروں کی تعداد میں فلائیر زائرین میں تقسیم کئے گئے۔ سینکڑوں لوگوں نے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے تفصیلی گفتگو کی اور مزید تحقیق کا ارادہ ظاہر کیا۔ ایک اندازے کے مطابق 51 ہزار سے زائد لوگوں نے اس نمائش سے استفادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان حقیر کوششوں میں برکت عطا کرے اور جماعت کے حق میں مثبت نتائج ظاہر فرمائے، آمین۔ (خاکسار شاہد محمود لوکل امیر ہمبرگ)

اسلام و قرآن نمائش

لوکل امارت میورفیلڈن والڈورف

(رپورٹ: مکرم صفوان احمد ملک صاحب، شعبہ کارکن تبلیغ جرمنی)

جماعت احمدیہ جرمنی کو اسلام و قرآن نمائش کے ذریعہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے، الحمدللہ۔ مؤرخہ 20 تا 23 مئی 2024ء لوکل امارت Mörfelden نے شہر کے کمیونٹی سنٹر میں اسلام و قرآن نمائش کا اہتمام کیا۔ 700 مربع میٹر پر لگائے جانے والی اس نمائش میں مختلف موضوعات کے متعلق اسلامی تعلیمات درج تھیں نیز قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اسٹینڈز بھی لگائے گئے۔ سکریز پر جماعت احمدیہ کا تعارف اور مختلف تقاریب کی ویڈیوز و تصاویر بھی دکھائی جاتی رہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ اور ''النصرت'' کا سٹال بھی لگایا گیا۔ نمائش میں ''مسیح آگیا ہے'' کے عنوان سے ایک حصہ مختص کیا گیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات کے پوسٹرز جرمن زبان میں لگائے گئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا جرمن ترجمہ بھی رکھا گیا۔

20 مئی کو نمائش کے باقاعدہ افتتاح میں شہر کے میئر جناب Thomas Winkler صاحب، ممبر نیشنل اسمبلی جناب Jörg Cezanne صاحب، سیاسی پارٹی SPD کے لوکل ایسوسی ایشن کے نمائندہ اور دیگر 30 مہمانوں نے شرکت کی۔ ممبر یورپین پارلیمنٹ جناب Michael Gahler صاحب کے علاوہ شہری انتظامیہ کے سرکاری نمائندوں اور مختلف تنظیموں کے سربراہان بھی تشریف لائے۔ نمائش کے آخری دن مکرم طارق احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نے ''عالمی بحران اور امن کی راہ'' کے عنوان سے ایک لیکچر دیا جس میں 25 مہمان شامل ہوئے۔ نمائش کو کامیاب بنانے کے لئے مقامی افراد جماعت کے علاوہ مکرم انصر بلال چٹھہ صاحب، مکرم کامران اشرف صاحب، مکرم مستنصر احمد صاحب، مکرم عمیر الیاس صاحب مربیان سلسلہ نے خدمت کی توفیق پائی۔ عمومی طور پر لوگوں نے نمائش کو سراہا۔ مجموعی طور پر ناظرین کی تعداد 150 سے زائد رہی۔